OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.*

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
July–September -2023
Vol: 8, Issue:31
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

امام نسائی کا رواۃ کو مجہول الحال قرار دینے کے بارے میں اسلوب اور الفاظ (ایک تحقیقی جائزہ)

A Research Study of Imām Nisāee Terminologies and Styles in Majhool-al-Hāl Rowāt

Abdul Sattar
(Ph.D Scholar The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur)
balochsb4@gmail.com

Munir Azher
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
The Islamia University of Bahawalpur, Sub Campus Bahawalnagar
munirazher@iub.edu.pk

Abstract:

Imām Nisāee is considered one of the narrators of Ṣiḥāḥ-Sitta who was well versed in the hadith as well as in the hadith. They have a special place in the imāms of interrogating and correcting the narrators. The reason for this is that you are harsh in questioning the narrators and when you declare someone to be righteous, it is as if he is considered to be in a trustworthy position in your opinion. The imāms describe different terms for cross-examination and modification of tajheel, by which the narrators are ordered to be cross-examined, after which their tradition is accepted or rejected, just as Imām Nisāee has defined specific terms for the modification and modification of narrators. Similarly, in tajheel, you have mentioned different words for the tajheel of different narrators, which shows how careful you used to be while giving tajheel to a narrator.

Keywords: Ṣiḥāḥ-Sitta, narrators, opinion, trustworthy, tajheel.

امام نسائی کا شمار صحاح ستہ کے ان محدثین میں کیا جاتا ہے جو درایت کے ساتھ ساتھ روایت کے احوال پر بھی پوری واقفیت رکھتے تھے، آپ کو ائمہ جرح وتعدیل میں خاص مقام حاصل ہے، راویوں کے متعلق آپ کی بیان کردہ تعدیل اعلیٰ درجہ کی تعدیل شمار ہوتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ آپ راویوں کی جرح کرنے میں متشدد شمار ہوتے ہیں

اور جب کسی کو عادل قرار دیتے ہیں تو گویا وہ آپ کے نزدیک اوثق درجہ میں شمار ہوتا ہے۔ائمہ جرح وتعدیل تجہیل کے لیے مختلف اصطلاحات بیان کرتے ہیں، جس سے راویوں پر جرح کا حکم لگایا جاتا ہے، جس کے سبب ان راویوں کی روایت معتبر نہیں رہتی،، جس طرح امام نسائی نے راویوں کی تعدیل و تجریح کے لیے مخصوص الفاظ کے ساتھ ان پر حکم لگایا ہے، اسی طرح تجہیل میں بھی آپ نے مختلف راویوں کی تجہیل کے لیے مختلف الفاظ بیان کیے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی راوی پر تجہیل کرتے وقت کس قدر احتیاط برتتے تھے۔ذیل میں امام نسائی کے تجہیل کے الفاظ ذکر کیے جاتے ہیں۔

لا اعرفه:

امام نسائی کسی راوی کے بارے میں لاعلمی کے اظہار کے لیے عام طور پر "لا اعرفه" کے الفاظ ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ الحارث بن مالک کے بارے میں فرمایا کہ میں اس کو نہیں پہچانتا۔[1]

ليس بالمشهور:

کسی راوی کے بارے میں تجہیل کا اظہار "ليس بالمشهور" کے الفاظ سے کرتے ہیں، جیسا کہ حسان بن ضمری کی تجہیل کو "ليس بالمشهور" کے الفاظ سے بیان کیا۔[2]

ليس بالمشهور، ولا يحتج بحديثه:

کبھی کسی راوی کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ وہ مشہور نہیں ہیں، اور اس کی حدیث حجت نہیں ہیں، جیسا کہ عبدالملک بن عمرو بصری کے بارے میں "ليس بالمشهور، ولا يحتج بحديثه" فرمایا۔[3]

---

[1] ۔یوسف بن زکی مزی، تھذیب الکمال (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۴ء)، ج:۲، ص:۳۶۰

Yoūsuf bin Zakī Mizzī, Tehzeebul Kamāl,(Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirūt,2004),V 2, p:360

ii۔عسقلانی، ابن حجر، تھذیب التھذیب، (دار الحدیث القاھرۃ، ۲۰۱۰ء)، ج:۲، ص:۳۱

Ibn e Ḥajr Asqalānī, Tehzeeb-ut-Tehzeeb,(Dār-ul-Ḥadīth Alqāhirah ,1431 H),vol .2,p:31

[2] ۔ مزی، تھذیب الکمال، ج:۲، ص:۵۰۲

Mizzī, Tehzeeb ul Kamāl, V 2, p:502

[3] ۔عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج:۴، ص:۵۱۸

Asqlānī ,Tehzeeb-ut-Tehzeeb,V 4 ,p: 518

مجهول:

کسی راوی کی تجہیل بیان کرتے وقت اس کے لیے "مجهول" کے الفاظ بیان کرتے ہیں، جیساکہ صالح بن حسان مدنی[4] کے بارے میں فرمایا کہ وہ مجهول ہیں۔[5]

مجهول ،لانعرفه:

کبھی کسی راوی کی تجہیل بیان کرتے وقت "مجهول" کے الفاظ ذکر کرنے کے بعد "لانعرفه" کے الفاظ کااضافہ کرتے ہیں، جیساکہ اسماعیل بن عبداللہ بصری کے بارے میں فرمایا کہ وہ مجهول ہیں، ہم اس کے متعلق نہیں جانتے۔[6]

لانعرفه:

کبھی کسی راوی کی جرح بیان کرنے کے لیے "لانعرفه" کے الفاظ بیان کرتے ہیں، جیساکہ یونس بن سلیم صنعانی کے بارے میں فرمایا کہ ہم اس کو نہیں جانتے۔[7]

مجهول لايعرف:

امام نسائی کبھی روایت بیان کرنے کے بعد اس روایت میں موجود راوی کی تجہیل کو "مجهول ،لايعرف" کے ساتھ بھی تعبیر کرتے ہیں، جیساکہ یزید بن فراس کے بارے میں "مجهول لايعرف" کے الفاظ بیان فرمائے۔[8]

لاادری:

5۔ i۔ مزی، تہذیب الکمال، ج:۴، ص:۶۵۲

Mizzī, Tehzeeb ul Kamāl, V 4, p:652

ii۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج:۳، ص:۳۶۱

Asqlānī ,Tehzeeb-ut-Tehzeeb,V 3,p: 361

6۔ ذہبی، شمس الدین، میزان الاعتدال، (دار العلمیہ بیروت، س۔ن)، ج:۲، ص:۱۴۳

Dhahbī ,Shams ul Din,Meezān ul iʿtidal,(Dār ul Ilmia,Beirūt, N Y),V 2,p: 143

7۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج:۸، ص:۱۰۰

Asqlānī ,Tehzeeb-ut-Tehzeeb,V 8,p: 100

8۔ نسائی، احمد بن شعیب، عمل الیوم واللیلۃ، (موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۴۰۶ھ)، ص:۲۹۱

Ahmad bin Shoaīb Nisaēe, Amal al Youma Walailah,(Muasstu Risālah, Beirūt), 1406H, p:291

کسی راوی کی تجھیل کو"لا ادری" کے الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں، جیسا کہ محمد بن عبدالکریم قرشی کے بارے میں فرمایا کہ میں نہیں جانتا۔[9]

لا ادری ماهو:

امام نسائی کسی راوی کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ میں اس کو نہیں جانتا، جیسا کہ محمد بن سعید انصاری کے بارے میں "لا ادری ماهو" فرمایا۔[10]

لا ادری من هو:

کسی راوی کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کرنے کے بعد اس کو مجہول قرار دیتے ہیں، جیسا کہ زائدہ بن ابی رقاد بصری کے بارے میں فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں، وہ مجہول ہیں۔[11]

لاعلم لی به:

کبھی کسی راوی کی جرح کو "لاعلم لی به" کے الفاظ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں، جیسا کہ ابو عمر الحرانی کے بارے میں فرمایا کہ وہ میرے علم میں نہیں ہیں۔[12]

---

[9]۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج:٦، ص:٣٧١

Asqlānī ,Tehzeeb-ut-Tehzeeb,V 6,p: 371

[10]۔ i۔ تہذیب الکمال، ج:٨، ص:٧١٤

Mizzī, Tehzeeb ul Kamāl, V 8, p:714

ii۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج:٦، ص:٢٦١

Asqlānī ,Tehzeeb-ut-Tehzeeb,V 6,p: 261

[11]۔ تہذیب الکمال، ج:٣، ص:٥٤٦

Mizzī, Tehzeeb ul Kamāl, V 3, p:546

ii۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج:٢، ص:٥٣٣

Asqlānī ,Tehzeeb-ut-Tehzeeb,V 2,p: 533

[12]۔ مزی، تہذیب الکمال، ج:٣، ص:٣٢٢

Mizzī, Tehzeeb ul Kamāl, V 3, p:322

لیس بذاک المشہور:

کبھی کسی راوی کی کے بارے تجہیل کو"لیس بذاک المشہور"کے الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں، جیساکہ شریک بن شہاب بصری کے بارے میں فرمایاکہ وہ مشہور نہیں ہیں۔[13]

لاادری کیف ھو، حدیثه منکر:

کسی راوی کے بارے میں لاعلمی کے اظہار کو"لاادری کیف ھو، حدیثه منکر"کی اصطلاح کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں، جیساکہ ابواحمر الحنفی کے بارے میں فرمایاکہ میں نہیں جانتاکہ وہ کیسے ہیں، ساتھ ہی فرمایاکہ وہ حدیث کے منکرین میں سے ہیں۔[14]

لاادری جعفرسمع من عطاء قبل الاختلاط اوبعده:

کبھی امام نسائی کسی راوی کی روایات کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس راوی نے اختلاط سے پہلے روایت کیایابعد میں، جیساکہ جعفربن سلمان بصری کے بارے میں "لاادری جعفرسمع من عطاء قبل الاختلاط اوبعده"فرمایا۔[15]

لیس بمعروف:

کبھی کسی راوی کے بارے میں "لیس بمعروف"کے الفاظ بیان کرتے ہیں، جیساکہ عتبہ بن محمد ہاشمی کے بارے میں فرمایاکہ وہ مشہور نہیں ہیں۔[16]

---

[13]۔ i۔مزی، تہذیب الکمال، ج:۴، ص:۵۷۶

Mizzī, Tehzeeb ul Kamāl, V 4, p:576

ii۔عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج:۳، ص:۳۱۶

Asqlānī ,Tehzeeb-ut-Tehzeeb,V 3 ,p: 316

[14]۔ i۔مزی، تہذیب الکمال، ج:۴، ص:۵۷۶

Mizzī, Tehzeeb ul Kamāl, V 4, p:576

ii۔عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج:۳، ص:۳۱۶

Asqlānī ,Tehzeeb-ut-Tehzeeb,V 3 ,p: 316

[15]۔ تحفۃ الاشراف، ج:۷، ص:۶۴

Tuhfa tul Ahsrāf, V 7, p:64

[16]۔ i۔مزی، تہذیب الکمال، ج:۶، ص:۶۶۷

كعب بن عبدالله لانعرفه،وحديثه خطأ:

کبھی کسی راوی کے بارے میں تجہیل بیان کرنے کے لیے اس راوی کی طرف کوئی حدیث منسوب کر کے پھر اس پر حکم لگاتے ہیں، اس کے بارے میں لا علمی کا اظہار کرتے ہیں، کہ ہم اس کو نہیں جانتے اور پھر حدیث کے بارے میں بھی بیان کرتے ہیں جیسا کہ کعب بن عبداللہ کے بارے ”عقب حديثه له،وكعب بن عبدالله لانعرفه،وحديثه خطا“ میں فرمایا۔[17]

تجهیلِ رواۃ میں امام نسائی کا اسلوب

امام نسائی کا تجہیل میں اسلوب بیان کرنے سے قبل چند چیزوں کی وضاحت کرنا ضروری ہے، جہالت کی تعریف و موضوع و اقسام کو بیان کرنا ضروری ہے۔

جہالت:

لغوی اعتبار سے جہالت کا لفظ 'جہل' سے ہے، جو علم کے مقابلے میں ہے، راوی کے مجہول ہونے سے مراد اس کی عدم معرفت ہے۔

اصطلاحاً اس سے مراد ہے کہ راوی کی ذات یا اس کی حالت کی پہچان نہ ہو۔

جہالت کے اسباب:

ڈاکٹر محمود طحان نے جہالت کے تین اسباب ذکر کیے ہیں:

Mizzī, Tehzeeb ul Kamāl, V 6, p:667

ii۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج:۴، ص:۶۳۸

Asqlānī ,Tehzeeb-ut-Tehzeeb,V 4 ,p: 638

17۔i۔ مزی، تہذیب الکمال، ج:۸، ص:۴۴۶

Mizzī, Tehzeeb ul Kamāl, V 8, p:446

ii۔ عسقلانی، تہذیب التھذیب، ج:۶، ص:۷۰

Asqlānī ,Tehzeeb-ut-Tehzeeb,V 6 ,p: 70

1۔راوی کی صفات کا زیادہ ہونا،یعنی نام ،کنیت،لقب ،صفت،پیشہ یانسب وغیرہ،وہ ان میں سے کسی ایک ساتھ مشہور ہوتاہے،اور کسی غرض کے لیے اسے غیر مشہور نام کے ساتھ ذکر کیاجاتاہے، جس سے یہ گمان کیاجاتاہے کہ یہ کوئی دوسراراوی ہے، پس اس کی حالت مجہول رہتی ہے۔

2۔روایت کی قلت،اس سے روایت کی قلت کی وجہ سے اس سے زیادہ احادیث نہیں لی جاتیں، پس بعض اوقات اس سے ایک راوی روایت کرتاہے۔

3۔نام کی صراحت نہ کرنا،اختصار وغیرہ کی وجہ سے بعض اوقات راوی اس کے نام کی صراحت نہیں کرتااور اسے مبہم رکھتاہے۔[18]

مجہول کی دو قسمیں ہیں:

1۔مجہول العین　　　　2۔مجہول الحال

1۔مجہول العین

ابو بکر الخطیب نے اس کی درج ذیل تعریف کی ہے:

مجہول اصحاب حدیث کے نزدیک وہ ہے ، جس کی طلب علم کی تشہیر نہ ہوئی ہو،اور اس کو علماء جانتے نہ ہوں،اور اس کی حدیث ایک راوی کی جہت کے علاوہ نہ جانی گئی ہو۔[19]

پھر آپ نے اس تعریف کی درج ذیل وضاحت کی ہے:

جہالت کو رفع کرنے کے لیے کم از کم اس شخص سے دو لوگ روایت کریں یا اس زیادہ لوگ روایت کریں، جو کہ مشہور بالعلم ہوں، اگر ایسا نہ ہو تو ان دونوں کی روایت کے لیے عدالت کا حکم ثابت نہ ہوگا،اور کچھ لوگوں نے گمان کیاہے کہ اس کی عدالت ثابت ہو جائے گی۔[20]

---

[18]۔الدکتور محمود طحان، تیسیر مصطلح الحدیث، (مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، س۔ن)، ج:۱، ص:۲۳

Dr Muḥammad Ṭaḥān, Teseer Musṭaliul Ḥadaith, (Maktbah Al Mu‹ārif Linashar Waltuzeeh, N Y), V 1, p:23

[19]۔ابو بکر بغدادی، الکفایہ فی علم الروایۃ، (المکتبۃ العلمیۃ، المدینۃ المنورۃ، س۔ن)، ص:۱۴۹

Abū Bakr Baghdādī, Alkifāiya fi Ilm Riwāyah, (Al Maktbah Al I‹lmia, Madīna Munawrah, N Y),p:149

[20]۔ایضاً، ص:۱۵۰

Ibid,p:150

پس خطیب کا یہ وہ قول ہے، جس پر اکثر لوگ ہیں۔[21]

اس مسئلہ کی تحقیق میں بعض متاخرین ائمہ نے توسیع کی ہے، جیسا کہ ابن قطان اور ذہبی اور ابن حجر ہیں۔

ابن حجر نے کہا:

اگر ایک راوی کا نام لیا گیا اور وہ اس سے روایت کرنے میں ایک راوی منفرد ہے، تو وہ مبہم کی طرح مجہول العین ہے، الا یہ کہ اس راوی پر اس منفرد کے علاوہ کوئی اور بھی بھروسہ کرے، اور اسی طرح وہ ہے، جو اس سے منفرد ہو، جبکہ وہ اس کا اہل ہو۔[22]

2۔ مجہول الحال

مجہول الحال کی دو قسمیں ہیں:

1۔ مجہول الحال فی العدالت باطناً ہو اور ظاہراً ہو، اور وہ یہ ہے کہ دو عادل آدمیوں کی روایت اس سے پہچانی گئی ہو، مگر یہ کہ اس کے تزکیہ کی تصریح نہ کی گئی ہو، اور اس میں اس کا عدم فسق ہونا بھی معلوم نہ ہو، اور جمہور کے نزدیک اس کی روایت غیر مقبول ہے۔

2۔ مجہول الحال فی العدالت ظاہراً نہ ہو، بلکہ باطناً ہو، اور وہ یہ ہے کہ دو آدمیوں کے اس روایت کرنے کی وجہ سے اس کی ذات پہچانی گئی ہو، اور اس میں اس کا عدم فسق ہونا بھی معلوم ہو، لیکن اس کے تزکیہ کی تصریح نہ کی گئی ہو، تو ائمہ کرام کی ایک جماعت نے اس کی روایت کے قبول کرنے کو اختیار کیا ہے۔

محدثین کے مجہول کہنے بھی فرق ہے، اس فرق کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا، جیسا کہ ابو حاتم جب کسی راوی کے بارے میں مجہول کہتے ہیں، تو وہ اس سے مجہول الحال مراد لیتے ہیں، جبکہ دیگر محدثین کرام اس سے مجہول العین ہونا مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابو حاتم نے حکم بن عبداللہ بصری کو مجہول کہا ہے، جبکہ وہ مجہول نہیں ہیں، ان سے چار ثقہ راویوں نے روایت کی ہے، اور امام ذہلی نے اس ثقہ قرار دیا ہے۔[23]

---

[21]۔ الغایہ فی شرح الھدایہ فی علم الروایہ، ص:۱۵۰

Alghāyah fi Sharah Alhadāyah fi Ilm Riwāyah,p:150

[22]۔ ابن حجر عسقلانی، نخبۃ الفکر، (ضیاء العلوم پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۱۴۲۹ھ)، ص:۲۴

Ibn e Ḥajr Asqlanī, Nukhbatu Fikr,(Ziā ul U‹loom pablīcashnor, Rāwalpindī,1429H),p:24

اور امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام ناقل للشریعہ کا اس شخص سے روایت کرنا، جس سے سوائے ایک آدمی کے کسی اور نے روایت نہ کی ہو، اس کی تعدیل اور تعریف میں کافی ہو جاتا ہے۔[24]

پس یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ امام نسائی کی رائے شاذ نہیں ہے، بلکہ متقدمین اور متاخرین کی ایک بڑی جماعت کی رائے یہ ہے اور ابو عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تجہیل کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

مجهول لانعرفه مجهول

ليس بالمشهور لاادرى ماهوموجهول

لانعلم احدا روى عنه غيرفلان لاادرى ماهو

لاعلم لى به ليس لى به علم وقدكتبت عنه

كتبت عنه ولم اقف عليه

امام نسائی نے درج ذیل عبارت کو کثرت سے استعمال کیا ہے۔

لانعلم احدا روى عنه غيرفلان

اور اسی جیسی دوسری عبارتیں، پھر 'لااعرفه' پھر 'ليس بالمشهور' اور اسی طرح 'مجهول' اور پھر 'ليس معروف' ہے۔

اور اسی طرح 'ليس بذالك المشهور'، اور 'ليس بمشهور' اور 'لاادرى ماهو' کی عبارت ہے۔

جبکہ کچھ عبارات کو صرف ایک بار استعمال کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے 'تسمية من لم يروعنه غيررجل واحد' میں جن مجہولین کا ذکر کیا ہے، وہ چار لوگ ہیں۔

---

[23]۔ ابن حجر عسقلانی، مقدمہ فتح الباری، (دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۳ء)، ج:۲، ص:۱۲۹

Ibe e Ḥajr Asqlānī, Muqadmah Fath ul Bārī,(Dārul kutub al I‹lmiyah, Beirut̄, 2003),V 2,p:129

[24]۔ شمس الدین سخاوی، فتح المغیث، (دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۳ھ)، ج:۱، ص:۲۹۷

Shams ud Din Sakhāvī, Fath ul Mughees,(Dārul kutub al Ilmiyah, Beirut̄, 1403 H), V 1,p:297

ان میں سے پہلے بجیر بن ابی بجیر ہیں، وہ مجہول العین ہیں، کیونکہ اس سے سوائے ایک کے اور کسی نے روایت نہیں کی، اور نہ کسی نے ان پر جرح کی، اور نہ کسی نے اس پر بھروسہ کیا۔

ابن حبان نے اس کو ثقات میں داخل کیا ہے، اس لیے کہ انہوں نے ایک بہت بڑی جماعت کو درج کیا ہے، ان لوگوں میں سے جن سے سوائے کسی ایک کے اور کسی نے روایت نہیں کی، کیونکہ ان کے نزدیک جہالۃ العین ایک آدمی کے روایت کرنے سے بھی رفع ہو جاتی ہے، اور وہ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ انتفاء جہالۃ ثبوت عدالت کو مستلزم ہے، جس میں جرح اور اس کی حدیث میں انکار واضع نہ ہو، لیکن ان کے نزدیک ایک ضعیف کے روایت کرنے سے جہالت رفع نہیں ہوتی، یہ ابن حبان کا مسلک ہے، جس پر اکثر صاحب نقد مطمئن نہیں ہیں، کیونکہ اس میں عجیب تساہل ہے۔

جبکہ دوسرا آدمی حمید بن مالک ہے، اور اس سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے، جو کہ امام نسائی کے گمان کے برخلاف ہے، اور ائمہ کے نزدیک جرح میں معروف ہیں، وہ 'مطرح الحدیث' معلوم ہوتے ہیں۔

تیسرا خالد بن غلاق ہے، اور اس سے دو لوگوں نے روایت کی ہے، جو کہ امام نسائی کے گمان کے برخلاف ہے، جبکہ وہ اہل عدالت میں معلوم ہوتے ہیں۔

جبکہ چوتھا خالد بن الفزر ہے، اس سے حسن بن صالح بن حیی کے علاوہ اور کسی نے روایت نہیں کی۔

بہر حال وہ لوگ جن کے بارے میں امام نسائی نے 'لااعرفه' اور اس جیسے دیگر الفاظ ذکر کیے ہیں، وہ چار لوگ ہیں۔ ان میں سے پہلا مجہول العین ابراہیم بن سعد الزھری ہے، جو کہ ثقہ مشہور ہیں۔

اور دوسرا لین الحدیث ہے، اور شاید امام نسائی نے اپنے اس قول سے جہالۃ الحال کی طرف اشارہ کیا ہے، نا کہ مجہول العین کی طرف، کیونکہ ایک جماعت نے اس سے روایت کی ہے۔

تیسرا آدمی مجروحین میں سے ہے، کیونکہ اس کی احادیث کا انکار کیا گیا ہے، اور اس کی طرف اس بات کی اضافت کی گئی ہے کہ اس سے سوائے کسی ایک کے اور کسی نے روایت نہیں کی، اور وہ امام نسائی کے نزدیک مجہول العین ہے۔ جبکہ آخری آدمی بالاتفاق مجہول العین ہے۔

اور وہ لوگ جن کے بارے میں امام نسائی نے 'لیس بالمشہور' کہا ہے، وہ دو راوی ہیں، اور وہ دونوں امام نسائی کے نزدیک مجہول العین ہیں۔

اور وہ تمام لوگ جن کے بارے میں امام نسائی نے 'لیس بالمشہور' یا 'لیس بمشہور' یا 'لیس بذالک المشہور'، تو وہ لوگ ان میں سے ہیں، جن سے سوائے ایک آدمی کے کسی اور نے روایت نہیں کی، گویا وہ سارے امام

نسائی کے نزدیک مجہول العین ہیں، اور ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے، اس کی توجیہ پہلے بیان کی جاچکی ہے، کہ ابن حبان نے ان کو ثقات میں کیوں ذکر کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے دو آدمیوں کے بارے میں 'مشہورالحدیث' کہا ہے، ان میں سے پہلا حفص بن حسان ہے، دوسرا یعقوب بن عبداللہ انصاری ہے، اس سے روایت کرنے میں جعفر بن سلیمان الضبعی نے تفرد کیا ہے، اور وہ ایک حدیث سے پہچانا گیا ہے، اور صحیح متن وہ ہے، جس کو اس نے اس سند 'عن الزهری عن عروة عن عائشة' سے روایت کیا ہے، اور مشہور عروۃ کی جگہ عمرۃ ہے، گویا کہ امام نسائی نے اس عبارت سے اس اختلاف کی طرف نظر کیے بغیر، اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس کی حدیث قطع میں صحت کا درجہ رکھتی ہے، نا کہ حفص کی شہرت کی طرف اشارہ کیا ہے، جبکہ اس سے اسامہ بن زید اللیثی اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے روایت کی ہے، جیسا کہ امام مزی نے تہذیب الکمال میں ذکر کیا ہے۔[25]

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے، جیسا کہ تہذیب التہذیب میں ہے۔[26]

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے 'مجہول' کی عبارت پر ایک آدمی کے بارے میں اکتفاء کیا ہے، اور وہ مجہول العین ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے 'مجہول لانعرفه' ایک آدمی کے بارے میں کہا ہے، وہ اسماعیل بن عبداللہ الاذری ہیں، اور ان کے لیے عبدلرزاق بن ھمام کے علاوہ کوئی اور روایت واضح نہیں ہوئی۔

اور زائدہ بن ابی الرقاد کے بارے میں 'لاادری ماھومجھول' کہا ہے، گویا کہ اس سے انہوں نے اس کی حالت کی جہالت کا ارادہ کیا ہے، نا کہ اس کی ذات کی جہالت کا ارادہ کیا ہے، کیونکہ ایک جماعت نے اس سے روایت کی ہے، پس انہوں نے ایک مرتبہ 'منکر الحدیث' کہا، اور پھر 'لیس بثقة' کہا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول 'لاادری ماھو' کو صرف دو آدمیوں کے بارے میں کہا ہے، ان میں سے ایک اسحاق بن اسماعیل ہے، جس کے لیے دوسری جگہ امام نسائی نے 'صالح' کہا ہے، ایک اور جگہ میں 'کتبت عنه ولم اقف علیه' بھی کہا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے اس کے حال کی خبر نہ تھی، پھر بعد میں اس کی

---

[25]۔ مزی، تہذیب الکمال، ج:۱۱، ص:۱۱۶

Mizzī, Tehzeeb ul Kamāl, V 11, p:116

[26]۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج:۸، ص:۵۳

Asqlānī ,Tehzeeb-ut-Tehzeeb,V 8 ,p: 53

خبر ہو گئی، اور ہو سکتا ہے کہ یہ آدمی نسائی طبقہ سے ہو، اور دوسرا ان کے شیوخ کے طبقے سے ہو، اور شاید اس سے انہوں نے ان دونوں کے حال کی جہالت کی طرف اشارہ کیا ہے، نا کہ ان دونوں کی ذات کی جہالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، کیونکہ ان دونوں کے تلامذہ کی تعداد کی ان دونوں سے روایت کرنے کی طرف نسبت کی گئی ہے۔

اور بہر حال ان کا قول 'لاعلم لی به' کا اطلاق صرف خطاب بن قاسم کے بارے میں کہا ہے، اور وہ معروف العین ایک جماعت کے اس سے روایت کرنے کی وجہ سے اور معروف الحال ہے، مگر ہو سکتا ہے امام نسائی اس کے حال سے باخبر نہ ہوں، اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ثقہ صحیح الحدیث ہے۔

اور 'لیس لی به علم وقدکتبت عنه' کی عبارت انہوں نے صرف ابراہیم بن مرزوق الاموی کے بارے میں استعمال کی ہے، اور اس کے بارے میں دوسری جگہ 'لاباسه به' کہا ہے، اور ایک مرتبہ 'صالح' کہا ہے، شاید پہلا قول ابتدائی قول تھا، پھر انہوں نے اس کے حال کو پہچان لیا، تو دوسرا قول بیان کیا، اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی 'ثقة صحیح الحدیث قبل العمی' ہے، بعد میں اس کے لیے اوہام پیدا ہو گئے، اور اس کی حدیث کو حسن کے مرتبہ میں اتارا گیا ہے۔

اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن حسین بن قاسم کے بارے میں 'لیس لی به علم' کہا ہے اور اس سے اس کی حالت کی جہالت کا ارادہ کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جن لوگوں کے ذکر کو 'لم یروعنه الاواحد' اور 'لیس بالمشہور' اور 'لیس بمشہور' اور 'لیس بذالک المشہور' اور 'مجہول' اور 'لااعرفه' کی عبارت ذکر کی ہیں، وہ سب ان کے نزدیک مجہول العین ہیں، اور 'لاادری ماهو' اور 'لاعلم لی به' اور 'لیس لی به علم' کی عبارات کا استعمال مجہول الحال لوگوں کے لیے کیا ہے۔

اور ایک آدمی کا ایک آدمی سے روایت کرنا یہ امام نسائی کے نزدیک اس کی عین کی جہالت کو مستلزم نہیں ہے، اس لیے کہ اس شخص کی توثیق میں کوئی حرج نہیں ہوتا، جس سے صرف ایک ہی روایت کرے، جب اس کا ثقہ ہونا اس کی حدیث کے سبر سے واضح ہو جائے۔

خلاصہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ رواۃ کی جانچ پرکھ کرنے میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے، آپ راویوں کے حالات سے پوری طرح واقف ہوتے تھے، ائمہ جرح وتعدیل نے آپ کو متشددین میں اسی لیے شمار کیا ہے کہ آپ راویوں پر جرح لگانے میں زیادہ متشدد ہیں، اس لیے آپ کی بیان کردہ تعدیل والے راوی اوثق درجہ میں شمار ہوتے ہیں

، مگر جب کسی راوی کے حالات اس قدر نہیں مل پاتے کہ اس کو عادل یا مجروح قرار دیا جائے تو اس راوی کو جرح وتعدیل میں شمار کرنے کی بجائے مجہولین میں شمار کرتے ہیں، آپ نے مجہولین کے لیے بھی جرح وتعدیل کی طرح مخصوص الفاظ کا استعمال کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایسے راویوں کے بارے میں کوئی حکم نہیں لگاتے جن کے بارے میں مکمل واقفیت نہ رکھتے ہوں، ان میں پھر بعض الفاظ ایسے ہیں جن کو آپ نے کثرت سے استعمال کیا ہے اور بعض الفاظ وہ ہیں جن کو کسی خاص راوی کے لیے مخصوص کیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License